السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے اکثر جگھوں پر کلمات لکھے ہوئے دیکھے اور اب بھی دیکھتا ہوں جو درج ذیل ہیں جس نے گلے میں تعویز لٹکا یا اس نے شرک کیا اور ساتھ یہ حدیث لکھی ہوتی ہے۔

(من تعلق تمیمة فقد اشرک» (مسند احمد»

گزارش ہے کہ یہ صحیح ہے یا غلط یا حدیث مذکور کا درجہ کیا ہے اگر اس کا ذکر کہیں نہ ہو تو بھی درخواست ہے کہ گلے میں تعویز پہننا کیسا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

!وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد

جہاں تک حدیث مذکور کا تعلق ہے تو وہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد میں مروی ہے ملاحظہ ہو۔(صحح البانی احمد4/156)(17353) وقال محقق حمزۃ: اسنادہ حسن الحاکم4/219 (7513) سکت عنہ الذہبی الصحیحۃ(492) قال الامام البیہقی رحمۃ اللہ: والتمیمۃ یقال: انہا ذخرزۃ کانوا یتعلقونہا(٩/350) السنن الکبری) (الفتح الربانی: 17/187) مسند احمد کے مبوب اور شارح علامہ ساعاتی مصری نے اس کے رجال کے بارے میں کہا ہے کہ "رجالہ ثقات" (اس کے راوی ثقہ ہیں) اب مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ تمیمہ کا صحیح مفہوم اور مطلب کیا ہے اس سلسلے میں ائمہ لغت وشارحین حدیث

کے چند اقوال حسب ذیل ہیں۔ تمیمہ کا معنی منکا لکھا ہے چنانچہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(التمائم جمع تمیمة وہی خرزات» (النہایة: ١/١٩٨»

"تمائم تمیمہ کی جمع ہے اور اس کے معنی منکے کے ہیں۔"

اور کتاب "لسان العرب" میں ابو منصور سے منقول ہے:

(التمائم واحدتہا تمیمة وہی خرزات» (لسان العرب 121/7»

''تمائم کا مفرد تمیمہ ہے اور وہ منکوں کا نام ہے۔''

اسی طرح "فتح المجید" میں علامہ خلخالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

(وھی مایعلق باعناق الصبیان من خرزات وعظام» (ص 27»

"تمیمہ ان ہڈیوں اور منکوں کا نام ہے جو بچوں کے گلے میں لٹکائی جاتی ہیں۔" نیز "لسان العرب"" میں ہے"

(ولم ارہین الاعراب خلافا ان التمیمة ہی الخرزة نفسہا» (12/70»

"مجھے اعراب میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہوسکا تمیمہ فی نفسہ منکوں کو کہا جاتا ہے۔ اور یہی مذہب ائمہ لغت کا بھی ہے۔ واضح ہو کہ اہل جاہلیت یہ فعل اس لیے کرتے تھے تاکہ اپنی اولاد کو نظر بد سے محفوظ رکھ سکیں چنانچہ "المنجد" میں ہے:

«کان الاعراب یضعونہا علی اولادہم للوقایة من العین ودفع الارواح»

"اعراب اپنی اولاد کو نظر بد اور بد روحوں سے بچاؤ کی خاطر ان کے گلے میں تمیمہ لٹکاتے تھے۔"

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ ہذا کی مزید وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(کانہم یعتقدون انہا تمام الدواء والشفاء وانما جعلہا شرکا لانہم ارادوا بہا دفع المقادیر المکتوبة علیہم فطلبوا دفع الذي من غیر اللہ الذي ہو دافعه» (النہایة: ١/١٩٨»

گویا کہ ان کا یہ عقیدہ تھا تمیمہ ہی مکمل دوا اور شفاء ہے اور اس تمیمہ کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا۔ انہوں نے چاہا کہ تمیمہ کے ذریعے لکھی ہوئی تقدیر کو محو کر دیں اور بیماریوں کے ازالہ کے لیے غیر اللہ کا سہارا ڈھونڈا حالانکہ صرف " رب العزت ہی تکالیف کو دور کرنے والا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

(التمائم جمع تمیمۃ وہی خرز او قلادۃ تعلق فی الراس کا نوافی الجاہلیۃ یعتقدون ان ذلک یدفع الافات »(فتح الباری: 10196»

" تمام تمیمہ کی جمع ہے اور وہ منکے یا ہار ہے جسے سر میں لٹکایا جاتا ہے جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ اس سے مصائب رفع ہو جاتے ہیں۔ "

اہل فن کی تشریحات کی روشنی میں۔ «من تعلق تمیمۃ فقد اشرک» کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ مقصود اس سے مذکورہ معتقدات کی تردید ہے نہ کہ معروف تعویذات جن میں جاہلیت والے مشرکانہ تصوررات نہیں ہوتے۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ" میں صاحب "دلائل الخزات" کا رد کیا ہے جس نے تمیمہ کی تعریف میں قرآنی آیات یا اسمائے الہیٰ پر مشتمل مرقوم تعویزات کو داخل کیا ہے۔

قرآنی آیات اور اسماء اللہ الحسنی پر مشتمل تعویذ لٹکانے کے بارے میں سلف اور اور خلف کا ہمیشہ سے اختلاف چلا آرہا ہے کچھ منع کے قائل ہیں اور دیگر نے جواز کا فتوی دیا ہے۔ چنانچہ "فتح المجید" میں ہے :

(لکن اذا کان المعلق من القرآن فرخص فیہ بعض السلف و بعضھم لم یرخص فیہ» (۱/۳۹۲»

لیکن لٹکی ہوئی شے جب قرآنی آیات پر مشتمل ہو تو بعض سلف نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا متنازعہ فیہ شی صرف جواز عدم جواز ہے نہ کہ جواز کا معتقد و عامل مشرک ہے شر" ک کا فتوی صادر کرنے سے پہلے قائلین با لجواز سلف کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

من کان مستنا فلیستن بمن قدمات   الخ

البتہ دلائل کی رو سے میرے نزدیک محقق مسلک یہی ہے کہ تعویز گنڈے سے مطلقاً احتراز کیا جائے اور صرف ثابت شدہ دم پر اکتفا کیا جائے۔

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص612

محدث فتویٰ